© rasailojaraid.com

یونانی علوم کا مسلمانوں میں داخلہ

۲۔ اموی خلافت

(از جناب شبیر احمد خاں صاحب غوری ایم۔اے۔ ایل ایل بی
بی۔ٹی رجسٹرار امتحانات عربی وفارسی اترپردیش)

(۳)

غالباً اس غلطی کی وجہ یوحنائے یروشلم کی "سوانح یوحنائے دمشقی" (جس پر تبصرہ آگے آرہا ہے) کے علاوہ (۱) فہرست ابن الندیم اور (ب) اغانی کی حسب ذیل عبارتیں ہیں

(۱) ابوالفرج نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ اخطل عبدالملک کے پاس آیا مگر ٹھہرا اُس کے کاتب سرجون کے بیٹے کے یہاں۔

ان الاخطل قدم علی عبد الملک	اخطل عبدالملک کے پاس آیا۔ پس وہ اُس کے
فنزل علی ابن سرجون کاتبہ[1]	کاتب سرجون کے بیٹے کے یہاں ٹھہرا

اس عبارت میں یا تو "ابن" کا لفظ زائد ہے اور واقعہ اُس وقت سے پہلے کا ہے جب کہ عبدالملک نے سرجون کو کتابت خراج سے معزول کیا اور اگر اُس کی وفات کے بعد کا ہے تو "کاتبہ" "ابن" کا بدل نہیں ہے بلکہ سرجون کا بدل ہے اور عبارت کے معنی "اُس کے کاتب ابن سرجون کے پاس،" نہیں بلکہ "اُس کے کاتب سرجون کے بیٹے کے پاس" ہوں گے کیوں کہ

(ا) اخطل سرجون کا حریف بادہ پیما تھا جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے کہ دونوں یزید اول کے

[1] کتاب الاغانی جزء ہفتم صفحہ ۱۶۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ندیم بادہ گسار تھے [وکان ینادم علیہا سرجون النصرانی لولاہ والاخطل) اس لئے اگر اخطل "مسلمان خلیفہ" کے بجائے کسی اور کے پاس ٹھہرا ہوگا تو وہ اُس کا حریف قدیم سرجون ہی ہونا چاہیئے نہ کہ اُس کا بیٹا کیوں کہ اخطل قیام کے لئے اس غلط انتخاب کی وجہ "ہم مذہبی" نہیں بتاتا بلکہ مے گساری بتاتا ہے [قال درمك من درمكه هذا أو لحم وخمر من بيت رأس]۔ لہذا واقعۂ زیر بحث میں اخطل نے جس کے پاس قیام کیا وہ سرجون ہی تھا نہ کہ "ابن سرجون"

(۱۱) عبدالملک نے نہ صرف یہ کہ سرجون ہی کو دیوان خراج کی کتابت سے برطرف کر دیا تھا بلکہ رومی کُتّاب کی نازبرداری سے بچنے کے لئے خود دیوان خراج ہی کو رومی سے عربی میں منتقل کر دیا تھا۔ اس کے بعد اس محکمہ کا افسرِ اعلیٰ کسی رومی کو مقرر کرنا کیا معنیٰ، بالخصوص سرجون کے بیٹے کو!! جس کے خاندان کے قبضۂ اثر سے وہ دیوان خراج کو نکالنے کا کب سے متمنی تھا مگر مصالح ملکی مانع تھے۔ لہذا جوں ہی اسے اس بات کا اطمینان ہو گیا کہ اسے ایسے لوگ چلا سکتے ہیں جن کی نگرانی وہ خود کر سکتا تھا اُسی وقت اُس نے اُسے رومیوں کے اثر سے نکال کر اُن لوگوں کے ہاتھ میں دے دیا جو حساب کتاب عربی میں رکھ سکتے تھے۔

اس لئے دیوان خراج کی عربی میں منتقلی سے پہلے نہ تو سرجون کا وفات پانا ہی صحیح ہے اور نہ اُس کی جگہ اُس کے بیٹے "ابن سرجون" کا مقرر ہونا ہی قرینِ قیاس ہے۔ لہذا اگر اخطل سرجون کی وفات سے پہلے ٹھہرا تو "ابن سرجون" میں ابن زائد ہے اور اگر بعد میں ٹھہرا تو "ابن سرجون"، تو عبدالملک کا کاتب نہ ہوگا مگر چونکہ اُس کا باپ عرصے تک عبدالملک کا کاتب رہ چکا تھا اس لئے اخطل "عبدالملک کے کاتب سرجون کے بیٹے کے پاس ٹھہرا" اور اس صورت میں "کاتبہ" ابن کا بدل نہیں ہے بلکہ سرجون کا بدل ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علیٰ کل حال سرجون کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا عبدالملک کا کاتب یا مشیرِ اعلیٰ نہیں تھا۔

ب۔ ابن الندیم نے الفہرست میں لکھا ہے

"فاما الدیوان بالشام فکان بالرومیۃ والذی کان یکتب علیہ سرجون ابن منصور لمعاویہ بن ابی سفیان ثم منصور بن سرجون ونقل الدیوان فی زمن ھشام بن عبدالملک"[۱]	رہا شام کا دیوان خراج تو وہ رومی زبان میں تھا اور اس کا منتظم اعلیٰ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں سرجون بن منصور تھا۔ اُس کے بعد سرجون کا بیٹا منصور کاتب خراج ہوا۔ اور دیوان خراج ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں رومی سے عربی میں منتقل ہوا۔

اس کے بعد ابن الندیم نے وہی روایت بیان کی ہے جو جہشیاری نے لکھی ہے مگر بصیغۂ تمریض۔ لیکن ابن الندیم اور جہشیاری کی روایتوں میں اُصولاً جہشیاری کی روایت ہی کو ترجیح دی جانا چاہیئے۔ اُس نے وزراء و کُتّاب کے حالات اور اُن کی تقرری و برخاستگی پر مستقلاً کتاب لکھی ہے۔ اس کے مقابلے میں ابن الندیم نے دیوان خراج کے رومی سے عربی میں منتقل کے واقعہ کو صرف ضمناً بیان کیا ہے۔ یہ اُس کے موضوع سے باہر بھی تھا۔

پھر ہشام کے زمانہ میں دیوان خراج کی منتقلی محلِ نظر ہے۔ نیز عبارت بھی مبہم ہے یا کم از کم اتنی واضح اور مفصل نہیں ہے جتنی جہشیاری کی عبارت ہے اس لئے جہشیاری کی روایت کے مقابلے میں قابلِ تمسک نہیں ہوسکتی بالخصوص جب کہ دوسرے مورخین بھی جہشیاری ہی کی تائید کرتے ہیں مثلاً

(ا) بلاذری نے فتوح البلدان میں لکھا ہے:۔

"قالوا ولم یزل دیوان الشام بالرومیۃ حتی ولی عبدالملک بن مروان فلما	کہتے ہیں کہ شام میں دیوان خراج عبدالملک بن مر[وان] کے عہد خلافت تک رومی زبان ہی میں رہا لیکن[۱]

---

[۱] الفہرست لابن الندیم صفحہ ۳۳۹

© rasailojaraid.com

كانت سنة ٨١ امر بنقله وذلك ان رجلاً من كتّاب الروم احتاج ان يكتب شيئاً فلم يجد ماء فبال فى الدواة فبلغ ذلك عبد الملك فادبه وامر سليمان بن سعد بنقل الديوان فسأله ان يعينه بخراج الاردن سنة ففعل ذلك وولاه الاردن فلم تنقض السنة حتى فرغ من نقله واتى به عبد الملك فدعا لسرجون كاتبه فعرض ذلك عليه فغمه وخرج من عنده كئيباً فلقيه قوم من كتّاب الروم فقال اطلبوا المعيشة من غير هذه الصناعة فقد قطعها الله عنكم[1]

میں عبدالملک نے اُسے عربی میں منتقل کرنے کا حکم دیا۔ بات یہ ہوئی کہ ایک رومی کاتب کو کچھ لکھنا تھا مگر اُسے دوات میں ڈالنے کو پانی نہیں ملا تو اُس نے پیشاب کر لیا۔ جب عبدالملک کو یہ معلوم ہوا تو اُس نے اُسے سزا دی اور سلیمان بن سعد کو عربی میں دیوان منتقل کرنے کے لئے حکم دیا۔ سلیمان نے درخواست کی کہ سال بھر اُسے اردن کے خراج پر مقرر کیا جائے عبدالملک نے ایسا ہی کیا۔ ابھی سال ختم نہ ہوا تھا کہ سلیمان نے وہاں کے دیوان خراج کو عربی میں منتقل کر ڈالا اور عبدالملک کو لا کر دیا۔ عبدالملک نے سرجون کو بلا کر دکھایا جس سے وہ بہت غمگین ہوا اور دل شکستہ ہو کر اُس کے پاس سے نکلا باہر کچھ رومی کُتّاب ملے تو اُس نے اُن سے کہا اب اس پیشہ کے علاوہ دوسرے پیشہ کے ذریعہ کماؤ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری روزی اس سے منقطع کر دی۔

(ii) طبری نے ٣٠٢ھ کے واقعات کے آخر میں آغازِ اسلام سے اُس وقت تک جو اہلِ قلم ہوتے تھے اُن کی فہرست دی ہے۔ اس طول طویل فہرست میں صرف ایک کاتب سرجون بن منصور رومی ہے ورنہ سب مسلمان ہیں۔ نیز سرجون کے متعلق اُس نے صرف یہ لکھا ہے کہ وہ امیر معاویہ کے دیوانِ خراج کا میر منشی تھا۔ آگے چل کر لکھا ہے کہ وہ معاویہ بن

---

[1] فتوح البلدان للبلاذری ص ٢٠١

© rasailojaraid.com

یزید کے دیوانِ خراج کا میر منشی تھا۔ اس سے جہشیاری کی اس روایت کی تائید ہوتی ہے کہ سرجون امیر معاویہ، یزید اور معاویہ بن یزید کے عہدِ خلافت میں دیوان خراج کا میر منشی تھا۔ ولید بن عبدالملک، سلیمان اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں طبری دیوان خراج کا کاتب سلیمان بن سعد الخشنی کو بتاتے ہیں۔ جہشیاری اور بلاذری بھی یہی کہتے ہیں کہ عبدالملک نے سرجون سے دیوانِ خراج کی کتابت لے کر سلیمان بن سعد الخشنی کو تفویض کر دی تھی۔

غرض ان مستند روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ سرجون عبدالملک کی نگاہوں میں مبغوض تھا۔ لہذا اُس کے مشیر اعلیٰ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نیز عبدالملک نے دیوانِ خراج کی کتابت سے اُسے اُس کی زندگی ہی میں برطرف کر دیا تھا لہذا اس بات کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا کہ اُس کی وفات پر عبدالملک نے یہ عہدہ اُس کے بیٹے کو تفویض کیا۔

لیکن مستشرقین کو اصرار ہے کہ سرجون اور اُس کے بیٹے کی (جسے وہ یوحنائے دمشقی بتاتے ہیں) عبدالملک کے دربار میں بڑی قدر و منزلت تھی اور وہ نہ صرف نظم حکومت ہی پر صاحب اقتدار تھے بلکہ عام معاشرے کے اندر بھی بڑے بااثر تھے۔ فان کریمر کا قول اوپر مذکور ہوا۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے آرٹیکل نویس "یوحنائے دمشقی" نے لکھا ہے:۔

John of Damascus (Johannes Damascenus) (d. before 754) an eminent theologian of the Eastern Church .... his Arabic name was Mansur (the victor) and he received the Epithet Chrysorrhoas (Gold pouring) on account of his eloquence. his father sergius a christian held high office under the saracen Caliph, in which he was succeeded by his son.
(Encyc brit. Vol vi p 102)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

[یوحنائے دمشقی (وفات قبل ۷۵۵ء) کلیسائے مشرقی کا ایک ممتاز عالم دینیات . . . . . . اُس کا عربی نام منصور (فتح مند) تھا اور وہ اپنی فصاحت اور طلق اللسانی کی وجہ سے "زرریز" کے لقب سے ملقب تھا۔ اُس کا باپ سرجیس نصرانی خلفائے اسلام کی ماتحتی میں عہدۂ جلیلہ پر فائز تھا اس کے مرنے پر اُس کا بیٹا اُس کا جانشین ہوا]

اسی طرح انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس میں لکھا ہے

Some of the most influential persons. About the caliph were also christians John of damascus as well as his. Father, held high offices under these Arab rulers of his native city ". ency of Religion etc vol. VIII p 899).

[خلیفہ کے حاشیہ نشینوں میں سے اکثر با اثر لوگ عیسائی تھے۔ یوحنائے دمشقی اور اسی طرح اُس کا باپ اپنے آبائی شہر کے عرب حکمرانوں کی ماتحتی میں عہدہ ہائے جلیلہ پر فائز تھے۔

اس سے پہلے لکھا ہے

All the clerks in Government offices were Christians and the State archives were written in Greek . . . it was only under Abd al malik that the arabic language began to be used exclusively (ibid p 899)

[سرکاری دفاتر میں کلرکوں کا پورا عملہ عیسائی تھا اور سرکاری ریکارڈ یونانی زبان میں لکھے جاتے تھے . . . . . . صرف عبدالملک کے زمانہ سے عربی زبان بلا شرکت غیرے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

استعمال ہونا شروع ہوئی]

حالانکہ اس اصرار بیجا کی سخافت پہلے ہی ظاہر ہو چکی ہے۔ ایوان حکومت کا "دفتر رسائل" نیز "دیوان عطیات" ہمیشہ عربی میں تھا اور اس کا میر منشی مسلمان عرب یا موالی میں سے کوئی ہوتا تھا۔ لیکن اس آرٹیکل نویس نے مبالغہ کرکے سب کو عیسائی اور دفتری زبان اور سرکاری ریکارڈ (state Archives) کو یونانی بنا دیا حالانکہ (slate archives) کا مصداق جتنا "واجبات ارض" پر ہو سکتا ہے جس کا ریکارڈ دیوان خراج میں رکھا جاتا ہوگا اس سے کہیں زیادہ "دیوان رسائل" پر ہونا چاہیئے جہاں تمام حکومتی مراسلات اور اور سرکاری اعلانات و مناشیر نیز وقائع ملکی کا ریکارڈ رکھا جاتا تھا۔

لیکن اس ادعائی تحقیق کا سب سے زیادہ قابلِ افسوس پہلو یہ ہے کہ مستشرقین نے "سرجون" کو "یوحنائے دمشقی" کا باپ بنا دیا اور اس طرح اس قیاس آرائی کے واسطے راستہ ہموار کر دیا کہ عہدِ اموی کی فکری و مذہبی تحریکیں شامی مسیحیوں کی رہینِ منت ہیں۔ بلکہ نکلسن نے تو اس کی تصریح بھی کر دی:-

It is probable that the latter (Mulazites)
At any rate arose. as von kremer has
Has suggested, under the influence of
Greek theologians especially John of
Damascus and his qupil, Theodore
Abucara (Abu Qurra), the bishoq of harran.
(Nicholson: literary history of Arabas p 220)

[اس بات کا بہت زیادہ احتمال ہے کہ فرقۂ معتزلہ جیسا کہ فان کریمر کا خیال ہے یونانی علمائے دینیات بالخصوص یوحنائے دمشقی اور اس کے شاگرد تھیوڈور ابو قرہ اسقف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حرّان کے زیر اثر پیدا ہوا]

مگر یہ قیاس آرائیاں قطعاً بے بنیاد ہیں۔ نہ تو خود یورپین اور مسیحی لٹریچر میں اس بات کا کوئی ثبوت ملتا ہے کہ سرجون یوحنائے دمشقی کا باپ تھا اور نہ یوحنائے دمشقی کی مخصوص تعلیمات ہی اس مفروضہ کی ہمت افزائی کرتی ہیں۔ ان میں سے دوسری بات کی تفصیل تو آگے آرہی ہے جہاں اس بات کی تحقیق کی جائے گی کہ مسلمانوں کی فکری و مذہبی موشگافیوں پر شام کے مسیحی متکلمین بالخصوص یوحنائے دمشقی کی مخصوص تعلیمات کا کوئی اثر ہوا ہے یا نہیں یہاں تو صرف اس قیاس آرائی کا جائزہ لینا ہے کہ "سرجون یوحنائے دمشقی کا باپ تھا"

یوحنائے دمشقی کی ایک تاریخی شخصیت ہو تو ہو لیکن ہے بہت زیادہ مجہول الحال۔ اُس کی سوانح حیات اُس کے دو ڈھائی سو سال بعد مسیحی بت پرستی کے ایک سرگرم مبلغ یوحنائے یروشلم نے مرتب کی تھی۔ خود اس یوحنائے یروشلم کے متعلق تاریخ کو کچھ معلوم نہیں ہے۔ اس سوانح حیات کی مدد سے جو تاریخ سے زیادہ افسانہ کی مصداق ہے، محققینِ یورپ نے یوحنائے دمشقی کی سوانح عمریاں مرتب کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان میں سے "حیات یوحنائے دمشقی" میرے پیشِ نظر ہے جسے ریورنڈ جے۔ ایچ لپٹن (lupton) نے لکھا تھا۔ وہ خود اس افسانوی سوانح (از یوحنائے یروشلم) کے متعلق لکھتا ہے:-

"The life of st. John of Damascus, which is found prefixed to editions of his Collected works.....is in many respects an unsatistlisfactory one........ there is little precison about names or dates; while on at laest Of the events related so far surpasses

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

lileef as to make neander and others stigmas the
it as fabulous. lopton: st. john of damascus page 23

[یوحنائے دمشقی کی سوانح حیات جو اُس کی تصانیف کے مجموعہ کے شروع میں منضم پائی جاتی ہیں ..... اکثر حالات میں بہت زیادہ ناقابلِ اطمینان ہیں افراد و اوقات کے متعلق ان میں بہت کم صحت پائی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ کم از کم ایک ایسا واقعہ اس میں بیان کیا گیا ہے جو اس درجہ خلافِ عقل ہے کہ اس کی وجہ سے نیانڈر وغیرہ نے اسے افسانہ قرار دیا ہے]

با ایں ہمہ افسانویت نہ تو یوحنائے یروشلم یہ کہتا ہے کہ

(i) یوحنائے دمشقی سرجون کا بیٹا تھا یا

(ii) عبدالملک کا کاتب تھا

(iii) اور نہ ہی اس کا بیان کردہ یوحنائے دمشقی اور اُس کے باپ کا کردار سرجون اور اُس کے بیٹے کے کردار کے ساتھ جس کی تفاصیل تاریخ و تراجم کی کتابوں میں محفوظ ہے، ہم آہنگ ہے۔

(i) یہ سوانح نویس صرف اتنا کہتا ہے کہ یوحنائے دمشقی کا باپ ایک بڑا آدمی تھا اور اسلامی سلطنت میں منتظمِ اعلیٰ تھا۔

"The father of this second john of damascus was a man in high station, being appointed to administer the public affairs through the whole country".

llupton: st. john of damascus. 25

[اس یوحنائے ثانی (یوحنائے دمشقی کا باپ) ..... بڑا صاحبِ مرتبہ تھا جو پورے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لطنت کے اُمورِ ملکی کے انتظام پر مامور تھا]

اس سے زیادہ جو کچھ ہے وہ مدعیانِ حقیقت رسی کی "رہ افسانہ زدن" ہے چنانچہ

(i) اسمانی (Assemany) اور اس کی تقلید میں ڈاکٹر لٹل ڈیل (littledale)

لتے ہیں کہ یوحنائے دمشقی کے باپ کا نام منصور تھا۔ اسمانی کا تو یہاں تک خیال ہے کہ اسی منصور نے قوم فروشی کرکے دمشق پر مسلمانوں کا قبضہ کرایا تھا۔

(ب) تھیوفنینس (Theophanes) کی عبارت سے لیکوئین (lequien) نے نتیجہ نکالا ہے کہ یوحنائے دمشقی کے باپ کا نام سرجون (sergus) تھا جس کے متعلق تھیوفنینس کہتا ہے کہ وہ ایک دیندار نصرانی تھا اور خلیفہ عبدالملک کے زمانہ میں بڑا عہدہ ار (logothete) تھا

(ii) اسی طرح سوانح نویس کہتا ہے کہ باپ کی وفات پر یوحنائے دمشقی اُس سے بھی زیادہ معزز عہدہ پر فائز کیا گیا اور سلطنت کا مشیرِ اعلیٰ بنایا گیا۔

On the death of his father John Mansur was Sent for to the court and raised to a yet Higher office than his father had occupied, being Made protosymbulus or chief councillor

[اپنے باپ کی وفات پر یوحنا منصور دربار میں طلب کیا گیا اور اس عہدہ سے بھی ڑے عہدہ پر مقرر کیا گیا جس پر اُس کا باپ فائز تھا۔ وہ مشیرِ اعلیٰ بنایا گیا]

اس عبارت میں سوانح نویس یوحنائے دمشقی کے ولیِ نعمت کا نام نہیں بتاتا ستشرقین نے قیاس آرائی کرکے اُسے عبدالملک (۶۸۵ - ۷۰۵ء) یا ولید (۷۰۵-۱۴-۷ء) لیا ہے۔ حالانکہ سوانح حیات کی دوسری تفصیلات اس قیاس آرائی کے ساتھ دست بیان ہیں مثلاً سوانح نویس کہتا ہے کہ یوحنائے دمشقی کے باپ نے اُس کی تعلیم کے لئے ایک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

راہب مسمی کوسما (Cosmas) کو مقرر کیا تھا جو سسلی کے جنگی قیدیوں میں گرفتار ہو کر آیا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں نے سسلی کو ۸۲۷ء کے بعد فتح کیا۔ اس لئے کوسما اور اُس کے شاگرد یوحنائے دمشقی کا زمانہ عبدالملک کے تقریباً سوا سو سال بعد کا ہوتا ہے مگر ایک دلچسپ معجزے کی تمہید کے لئے سوانح نگار نے یوحنائے دمشقی کو قیصر لیو آئیسورین (leo the isaurian) کا معاصر بنا دیا ہے اس لئے محققین یورپ نے اُس کا (یوحنائے دمشقی کا) زمانہ پیچھے ہٹا کر (۶۷۶ - ۷۵۲ء) کر دیا اور چونکہ تاریخ میں عبدالملک ہی کے زمانہ میں ایک نصرانی کاتب سرجون اور اُس کے بیٹے ابن سرجون کا نام ملتا ہے لہذا مستشرقین نے یوحنائے دمشقی اور اُس کے باپ کو عبدالملک کا مشیر سلطنت بنا دیا۔ مزید تفصیل حسب ذیل ہے۔

یوحنائے دمشقی غالباً ایک تاریخی شخصیت ہے اُس کی تصانیف سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسیحی بت پرستی کا بڑا سرگرم مبلغ تھا۔ نیز سینٹ سابا کی خانقاہ سے اُس کی وابستگی مشہور ہے۔ ایک مناظر عالم دینیات کے خانقاہ میں داخل لینے کے واسطے اُس کے عقیدت مندوں نے اس شاعرانہ حسن تعلیل سے کام لیا کہ اُس کے ہاتھ کٹوا دیئے گئے تھے مگر اُس نے کنواری مریم کی مورت کے سامنے دعا مانگی کہ یہ ہاتھ پھر جڑ جائیں اُس کے بعد اُس پر غنودگی طاری ہوئی اور خواب میں مراد پوری ہونے کی بشارت ملی۔ بیدار ہو کر دیکھا کہ ہاتھ پہلے کی طرح صحیح سالم ہیں۔ جب ہاتھ کاٹنے والے بادشاہ کو معلوم ہوا تو اُس نے بڑی معذرت کے ساتھ اسے سابق اعزاز پر بحال کرنا چاہا مگر سینٹ یوحنائے دمشقی نے اُس کے مقابلہ میں خانقاہ کی رہبانیت کو ترجیح دی اور سینٹ سابا کی خانقاہ میں داخل ہو گیا۔

ہاتھ کاٹنے کے الزام کے لئے مسلمانوں کے خلیفہ سے زیادہ مستحق کون ہو سکتا تھا مگر مسیحی بت پرستوں میں مسلمانوں کے علاوہ ایک عیسائی بھی مبغوض ہے اور غالباً مسلمانوں سے زیادہ مبغوض۔ یہ قیصر لیو ہے جو (Iconoclast) (بت شکن) تحریک کا پرجوش کارکن تھا اس لئے یہ شاعرانہ تعلیل فرمائی گئی کہ قیصر لیو نے بت پرستی کے خلاف حکم جاری کیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تو یوحنائے دمشقی نے اُس کے خلاف مسیحی رائے عامہ کو برانگیختہ کیا۔ اس سے لیو بہت برافروختہ ہوا مگر چوں کہ یوحنا دمشق میں رہتا تھا جو مسلمان خلیفہ کے قبضہ میں تھا اس لئے لیو اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ لہذا اُس نے یوحنا کی طرف سے اپنے نام ایک جعلی خط لکھا کہ آپ دمشق پر حملہ کریں میں یہ شہر آپ کے حوالہ کردوں گا۔ بعد میں یہ جعلی خط مسلمان بادشاہ دمشق کے پاس بھیج دیا گیا جس نے غضبناک ہو کر یوحنا کے ہاتھ کٹوا ڈالے۔

اس طرح ایک مجہول الحال شخصیت افسانوں کے پردوں میں اور مستور ہوگئی بعد کے عقیدت مندوں نے ان افسانوں کو حقیقت سمجھنے پر اصرار کیا اور جب یہ خود آپس میں دست و گریباں نظر آئے تو متناقض نظریے تراشنا شروع کئے۔

بہر حال چوں کہ یوحنائے دمشقی کی تصانیف قیصر لیو اور اُس کی Inonoclastic تحریک کے خلاف زہر چکانی سے معمور ہیں لہذا اُس کے عقیدت مندوں نے اُسے قیصر لیو کا معاصر بنا دیا۔ قیصر لیو عبدالملک اور ولید کا ہم عصر ہے اس طرح قدیم عقیدت مندوں کی شاعرانہ حسنِ تخییل بعد کے محققین کی "تحقیقاتِ انیقہ" کی اساس بن گئی اور یوحنائے دمشقی عبدالملک کا ہم عصر قرار دیا گیا اور چوں کہ عبدالملک کے عہد میں سرجون بن منصور اور بقول ابن الندیم منصور بن سرجون نام کے دو نصرانی ملتے ہیں جو دیوانِ خراج کے منتظمِ اعلیٰ تھے لہذا یوحنائے دمشقی کا عربی نام منصور اور اُس کے باپ کا نام سرجون ایک تاریخی حقیقت سمجھ لیا گیا۔

غرض یوحنائے دمشقی ایک تاریخی شخصیت ہونے کے باوجود وہ نہیں ہے جو اُس کے متقدمین اور بعد کے متاخرین بتاتے ہیں۔ کم از کم جو تفصیلات یورپی لٹریچر میں یوحنائے دمشقی کے متعلق ملتی ہیں وہ یہ ثابت کرنے سے قاصر ہیں کہ یوحنائے دمشقی عبدالملک کے کاتب سرجون کا بیٹا تھا۔

(iii) اس سلبی ثبوت کے علاوہ اس بات کا ایجابی ثبوت بھی ہے کہ یوحنائے دمشقی اور اور اُس کا باپ سرجون کاتب عبدالملک اور اُس کے بیٹے سے قطعاً مختلف تھے۔ یوحنائے دمشقی اور اُس کے باپ کا کردار سرجون کاتبِ عبدالملک اور اُس کے بیٹے کے کردار کی قطعاً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ضد ہے۔ یوحنائے دمشقی تو تقویٰ و پرہیزگاری اور متانت و سنجیدگی کا مجسمہ تھا ہی۔ سوانح نویسوں نے اُس کے باپ کو بھی بڑا نیکوکار اور پرہیزگار بتایا ہے:-

The father of this second John (John of damascus) had in consequence great wealth. but all his Reches he devoted not to rioting and drunkennes but to the good works (Jide p. 25).

[یوحنائے دمشقی کے باپ نے بہت زیادہ دولت کمائی تھی مگر اُس نے اسے لہو و لعب اور مے نوشی میں صرف نہیں کیا بلکہ نیک کاموں میں خرچ کیا۔]

اس کے مقابلے میں تاریخی سرجون کا کردار یہ ہے کہ وہ عیاشی و مے نوشی میں یزید کا حریف بادہ پیما تھا۔ اغانی کا قول اوپر گزر چکا ہے کہ

"کان یزید بن معاویہ اول من سن الملاهی فی الاسلام . . . . . واظهر الفتک وشرب الخمر وکان ینادم علیها سرجون النصرانی مولاه"[1]

اسی طرح سرجون کا بیٹا [جسے محققینِ یورپ یوحنائے دمشقی بتاتے ہیں] اول درجہ شرابی کبابی تھا یہاں تک کہ صرف اُس کے شراب کباب کے لالچ میں دربار کا ملک الشعراء اخطل خلیفۂ وقت کے پاس قیام کرنے کے بجائے "ابن سرجون" کے پاس قیام کرتا تھا۔ اغانی میں ہے کہ

"ان الاخطل قدم علی عبد الملک فنزل علی ابن سرجون کاتبه فقال عبد الملک علی من نزلت قال علی فلان قال قاتلک الله ما اعلمک بصالح المنازل فما ترید ان ینزلک قال درمک من درمکم هذا ولحم وخمر من بیت رأس"[2]

یہ تاریخی حقائق ہیں۔ اس لئے یا تو یوحنائے دمشقی اور اُس کے باپ بادہ گسار رئیس تھے۔ اس صورت میں وہ کیسے ہی عالمِ عصر و فاضلِ دہر ہوں صدرِ اسلام کی فکری و مذہ

[1] کتاب الاغانی جزء شانزدہم صفحہ ۶۸ [2] کتاب الاغانی جزء ہفتم صفحہ ۱۶۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تحریکوں (عقلی موشگافیوں) کو متاثر نہیں کر سکتے تھے۔ یا جیسا کہ تاریخی شواہد سے ثابت ہے وہ سرجون وابن سرجون نہیں تھے بلکہ بعد کے زمانہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اس صورت میں اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ انھوں نے عہد اموی کی کسی عقلی تحریک کو متاثر کیا۔

بہرحال فان کریمر کا یہ استدلال بالکل بے بنیاد ہے کہ یوحنائے دمشقی نے مسلمانوں کے ابتدائی کلامی رجحانات کو متاثر کیا، یا اُس کے انکار سے متاثر ہو کر اسلام میں "ارجاء" اور "قدریت" کے عقاید پیدا ہوئے۔ (مزید تفصیل آگے آئے گی)

اردو مجلس حیدرآباد کا سہ ماہی ترجمان

مجلس

عمدہ کاغذ نفیس کتابت و طباعت کے ساتھ ساتھ بلند پایہ تحقیقی و تنقیدی مضامین کا حامل ہوتا ہے

اپنے ذوق کی تسکین کے لئے مجلس کا مطالعہ کیجئے

زر سالانہ: تین روپے، بیرون حیدرآباد سے تین روپے ۵۰ نئے پیسے

پتہ: ایڈیٹر مجلس (سہ ماہی)

اردو مجلس، اردو ہال، حمایت نگر، حیدرآباد دکن

31084

وحی الٰہی

جدید ایڈیشن

تالیف مولانا سعید احمد صاحب ایم۔ اے

مسئلہ وحی پر ایک محققانہ کتاب جس میں اس مسئلہ کے تمام گوشوں پر ایسے دل پذیر و دلکش انداز میں بحث کی گئی ہے کہ وحی اور اس کی صداقت کا ایمان افروز نقشہ آنکھوں کو روشن کرتا ہوا دل میں سما جاتا ہے۔ جدید تعلیم یافتہ حضرات کے مطالعہ کے لائق کتاب ہے کاغذ نہایت اعلیٰ، کتابت نفیس، طباعت عمدہ۔ صفحات ۲۰۰ قیمت تین، مجلد للعہ

© rasailojaraid.com